ISLAMIC
DS247.9
H45
S26
1925

This is a reproduction of a book from the McGill University Library collection.

Title: Mas‘alah-yi Ḥijāz par naẓar
Author: S̱anā’ullāh Amratsarī
Publisher, year: Delhī : Daftar Ahl-i Ḥadīs̱, 1925

The pages were digitized as they were. The original book may have contained pages with poor print. Marks, notations, and other marginalia present in the original volume may also appear. For wider or heavier books, a slight curvature to the text on the inside of pages may be noticeable.

ISBN of reproduction: 978-1-926846-37-8

This reproduction is intended for personal use only, and may not be reproduced, re-published, or re-distributed commercially. For further information on permission regarding the use of this reproduction contact McGill University Library.

McGill University Library
www.mcgill.ca/library

Amritsari, Sana' Allah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

الحمد للہ

رسالہ

مسئلہ حجاز پر نظر

Masilah-i-Hijaz

مذہبی اور سیاسی حیثیتوں سے مسئلہ حجاز پر بحث کر کے ثابت کیا گیا ہے کہ حجاز کی خدمت کیلئے بہترین خادم سلطان عبدالعزیز ابن سعود

ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

ہے

مع جواب انجمن حزب الاحناف

مصنفہ

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری (مولوی فاضل) ناظم اعلیٰ آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس دہلی

بماہ جمادی الاول ۱۳۴۴ھ مطابق دسمبر ۱۹۲۵ء

بفرمائش خاکسار عطاء اللہ منیجر دفتر اہلحدیث امرتسر

باہتمام شیخ غلام یسین پرنٹر روز بازار برقی پریس ہال بازار امرتسر میں طبع ہوا

ملنے کا پتہ (۱) [illegible] (۲) دفتر اخبار اہلحدیث [illegible]

کتب خانہ انجمن ترقی اردو

175

عرض حال

MG1 AS 276

آج مسلمانوں میں مسئلہ حجاز[1] جیسا مختلف فیہ ہے کوئی ایسا مختلف فیہ نہیں - نہ شیعہ سنی کا جھگڑا ہے، نہ تقلید عدم تقلید میں بحث ہے، جدہر دیکھو مسئلہ حجاز ہی پیش ہے - واقعہ بھی یہ ہے کہ مسلمانوں کے کل فرقوں کا قبلہ وکعبہ جب حجاز ہی تو کیوں نہ اس میں دلچسپی لیں -

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ حجاز میں اختلاف کے دو پہلو ہیں :-

(۱) مذہبی پہلو - (۲) سیاسی پہلو -

میں نے اس رسالہ میں حسب مقدور دونوں پہلوؤں سے بحث کر کے دودہ اور پانی الگ الگ کر دیا ہے - بحولہ وقوتہ -

ناظرین! میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ مضمون کے لحاظ سے کسی صاحب کو اختلاف ہو تو ممکن ہے - مگر تلخئ کلام کی شکایت کسی کو نہ ہوگی - کیونکہ فرمان خداوندی مجھے ہر وقت زیر نظر رہتا ہے :-

قُلْ لِعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا

خادم اہلحدیث اہل اللہ

ابو الوفاء ثناء اللہ مدیر اہلحدیث امرتسر

---

[1] مکہ مدینہ کے علاقہ کا نام حجاز ہے ۱۲ منہ

168

مسئلہ حجاز

کا

مذہبی پہلو

قابل توجہ انجمن حزب الاحناف و خدام الحرمین و دیگر اہل اسلام

قرآن شریف کیسے لطیف اور بلیغ پیرائے میں انسان کو پاکیزہ اخلاق سکھاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے

لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى -

یعنی کسی قوم کے رنج میں عدل کرنے سے باز نہ رہا کرو بلکہ ہمیشہ عدل ہی کیا کرو - کیونکہ

عدل کا راستہ تقویٰ سے بہت قریب ہے"

علم بلاغت کا قاعدہ ہے کہ جہاں مخاطب منکر ہو وہاں کلام کو مؤکد کرنے کے لئے نون ثقیلہ لایا کرتے ہیں۔ اس آیت میں نون مشدد لایا گیا ہے - بظاہر اس کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دراصل اس میں نون ثقیلہ کی بہت ضرورت ہے - گو ایسی پاک تعلیم کا کوئی شخص لفظوں میں منکر نہ ہو لیکن طبائع انسانیہ اسپر عمل کرنے سے انکار ہی نہیں بلکہ انکار پر اصرار کرتی ہیں۔ اس لئے اس مخفی انکار کی وجہ سے ضرورت ہوئی کہ نہی کے صیغہ کو نون ثقیلہ کے ساتھ لایا جائے ÷

خیر یہ تو ایک نکتہ ادبیہ ہے جو خاصکر طلبار کے لئے لکھا گیا۔ مطلب یہ کہ انسان فطرتاً عادی ہے کہ اپنے مخالف پر جائز ناجائز حملے کرے۔ ناحق تہمتیں لگائے۔ جس کی مثال ہمارے سامنے ملتی ہے۔ کہ انجمن حزب الاحناف کے معزز ارکان بلکہ جناب صدر مولوی دیدار علی صاحب جیسے مسن بزرگ بھی اس عادت کے معتاد پائے جاتے ہیں ÷

32237

انجمن حزب الاحناف لاہور نے ایک رسالہ "اثبات بناء قبہ جات" شائع کیا ہے۔ (جو کسی خاص وجہ سے دفتر اہلحدیث میں نہیں بھیجا۔ حالانکہ باہمی مراسلت ہے جو تحریر انجمن کے متعلق نکلتی ہے انجمن کو بھیجی جاتی ہے۔ بلکہ انجمن کے نوٹس تبدیل پتہ وغیرہ بھی درج ہوتی ہیں مگر یہ رسالہ بلکہ اس کے ساتھ اور بھی دفتر اہلحدیث میں نہیں آئے۔ شکائتی خط لکھا بلکہ سکرٹری صاحب کو لاہور میں زبانی بھی کہا۔ تاہم نہیں بھیجے۔ مگر ہمیں کسی دوست سے ملے) اس کے مصنفین مولوی نعیم الدین اور مولوی دیدار علی صاحبان وغیرہ نے کمال دور اندیشی سے یہ دیکھا کہ مسئلہ قبہ جات کی بابت تو علماء حنفیہ بھی ہم سے متفق نہیں۔ کتب فقہ کی چھان بین تام ہو کر یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ سید حسرت موہانی جیسے قبہ پسند بھی بھرے جلسوں میں بول اٹھے کہ فقہ کی رو سے یہ امور جائز نہیں۔ ہاں صوفیانہ خیال ہے اس لئے مولوی صاحبان نے موحدین نجد سے عام رائے کو برخلاف کرنے کے لئے ہدم مساجد کی چیپی بھی ساتھ لگائی۔ چنانچہ بڑی دلیری سے لکھا ہے کہ:۔

"ابن سعود (سلطان نجد ایدہ اللہ وعساکرہ) نے قبروں اور مزاروں کے قبے ہی ڈھانے پر اکتفا نہیں کیا ہے اس نے **مسجدیں بھی شہید کی ہیں**، بے گناہوں کو قتل کیا ہے، مسجدوں اور مزاروں کے مقام پر نجاستیں بھی ڈالی ہیں، امکنہ متبرکہ کو گدھوں کی لیدوں سے بھی بھر دیا، قبروں پر پٹرول ڈالکر آگ بھی لگائی ہے۔ مسجدوں کی کڑیاں بازاروں میں بکوائی ہیں، اگر ابن سعود کو بری کرنا منظور ہے تو ان تمام افعال کو بھی جائز کہئے" (رسالہ مذکور صفحہ ۲)

جواب واقعی اگر قرآنی آیت مرقومہ اور ایمانی نور معرفت مانع نہ ہوتی تو جس طرح مخالفت کا اقتضا آپ لوگوں میں یہ ظاہر ہوا کہ اتنے افعال قبیحہ آپ نے ایک بیگناہ کی طرف منسوب کئے ہیں، اس کے جواب میں موافقین کی طرف سے ان کے جواز پر زور دیا جاتا۔ جیسے ایک صحابی نے یہودیوں کے بے جا طعنے پر کہہ دیا تھا أَفَلَا نُجَامِعُهُنَّ[1] ؟ مگر کیا کریں قرآن مجید کی تعلیم اور

[1] یہودیوں میں دستور تھا کہ حائضہ عورت کو بالکل علیحدہ رکھتے، کھانے پینے وغیرہ میں کسی طرح کا ملاپ نہ کرتے۔ جب انہوں نے سنا کہ اسلام نے حیض کی حالت میں صرف ملاپ کرنے سے منع کیا ہے تو بولے کہ یہ شخص ہماری ہر بات میں مخالفت کرتا ہے۔ یہ سنکر ایک صحابی نے دربار رسالت میں عرض کیا حضور! جب یہودی ہماری نسبت ایسا گمان کرتے ہیں کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں اور کہتے ہیں انکی مخالفت سے کرتے ہیں تو کیا ہم حائضہ عورتوں سے جماع نہ کرلیا کریں؟ تاکہ پوری طرح مخالفت ہو۔ حضور علیہ السلام ... نے سے منع فرمایا۔ اس حدیث میں ہر قصہ کو طرز اشارہ کر

نورایمان کی روشنی ایسی ظلمات سے ہم کو نکال چکی ہے۔

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ [1]

اس لئے ہم ان افعال قبیحہ کو جائز ثابت نہیں کرتے نہ کرینگے۔ ہاں انکی تحقیق کرینگے کہ آیا یہ افعال سلطان ابن سعود (ایدہ اللہ بنصرہ) نے کئے ہیں یا محض افترا ہیں۔ اور اُسی تعلیم قرآنی کے ماتحت جس کی ماتحتی میں ہم نے ایک ناجائز فعل سے اجتناب کیا ہے۔ انجمن حزب الاحناف کے ارکان سے توقع رکھتی ہیں کہ وہ بھی درصورت عدم ثبوت آئندہ ایسے بے ثبوت ادعا اور بہتانات لگانے سے احتراز کرینگے۔ کیونکہ علاوہ حکم مذکور کے خاص اس امر کے متعلق ایک مقام پر بہت سخت الفاظ میں منع فرمایا ہے، غور سے سُنئے!

اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ [2]

پس سُنئے! اس میں شک نہیں کہ نہ انجمن حزب الاحناف کے ارکان نے سلطان ابن سعود کو نہ اُن کی فوج کو افعال مذکورہ کرتے دیکھا۔ نہ ہم وہاں موجود تھے، نہ ہم نے وہاں جا کر تحقیق کیا۔ اس لئے ہم دونوں کا بیان متعلق اثبات یا نفی کوئی وقعت نہیں رکھتا، ہاں جو لوگ خاصکر اس غرض کے لئے بھیجے گئے تھے۔ کہ تحقیق حال کریں کہ نجدیوں نے حجاز میں کیا کیا کام کئے، اور وہ اس کام کے اہل بھی تھے۔ اعلےٰ درجہ کے عالم دین، اعلیٰ درجہ کی کونسل کے ممبر، قانون دان، بڑی عزت اور بڑی پوزیشن کے معزز ترین اصحاب جنکو مرکزی خلافت کمیٹی نے بطور وفد بھیجا تھا۔ اُنہوں نے جو اس بارہ میں رپورٹ کی ہے وہ ضرور قابل اعتبار ہے اُسے جو نہ مانے وہ ضدّی ہے یا مفتری، وفد مذکور کی مطبوعہ رپورٹ ہماری سامنے ہے۔ ہم اُس میں سے خاصکر وہ حصّہ نقل کرتے ہیں جو مساجد کے متعلق ہے +

مولوی دیدار علی صاحب صدر انجمن حزب الاحناف نے مسجد حبّ اور جبل نور کا خاص طور سے نام لیا ہے، آپ نے چار امور موحّدین نجد کی طرف منسوب کئے ہیں اُنمیں سے چوتھا مسئلہ "انہدام مساجد متبرکہ مثل مسجد حبّ اور مثل جبل نور کا" (رسالہ مذکور صفحہ ۱۸)

---

[1] (ترجمہ) خدا مومنوں کا والی ہے اُنکو ضلالت اور جہالت کی ظلمات سے نور کی طرف لیجاتا ہے ۱۲ منہ

[2] (ترجمہ) سوائے اسکے نہیں کہ جھوٹا افترا وہی لوگ کرتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے ۱۲ منہ

اس لئے رپورٹ مذکور سے ہم سب سے پہلے مسجد جن کی بابت الفاظ نقل کرتے ہیں:۔

"مسجد جن منیٰ کے راستہ میں واقع ہے کہا جاتا ہے کہ اس میں اجنہ (جن لوگ) ایمان لائے تھے۔ اس مسجد کے ساتھ ایک قبہ تھا جسے گرایا گیا۔ **مگر مسجد محفوظ ہے**" ص۲۴

حزب الاحناف کے اعیان!

تمہیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے؟

لطیفہ ادبیہ مولوی دیدار علی صاحب کی مذکورہ عبارت سے صاف معلوم نہیں ہوسکتا کہ خود جبل نور کو گرایا یا اُسکی مسجد کو گرایا۔ اگر یہ دیکھیں کہ شل ثانی کا عطف شل اوّل پر ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ خود جبل نور کو گرایا ہے۔ اور اگر جبل نور کا عطف مسجد کے نیچے اور جن کے اوپر ڈالیں تو سمجھا جاتا ہے کہ جبل نور کی مسجد کو گرایا گیا۔ اور عنوان کا ذیل بھی یہی چاہتا ہے، مگر افسوس ہے کہ رپورٹ مذکور میں جبل نور یا مسجد جبل نور کا کوئی ذکر نہیں۔ اور سنئے! ممبران وفد مذکور لکھتے ہیں:۔

مقام انشقاق القمر مسجد ابوقبیس سے تقریباً ایک ہزار قدم کے فصل پر وہ مقام ہے جہاں شق القمر ہوا ہے۔ اس جگہ نہ کوئی قبہ ہے نہ تابوت اور نہ کوئی پختہ عمارت، صرف ایک معمولی پتھروں کی چار دیواری بنا کر مسجد بنا دی گئی ہے لہذا اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا گیا **بالکل محفوظ رہا**" ص۲۵

ہاں اس میں شک نہیں کہ موحدینِ نجد تلاش کر کر کے اُن قبوں کو گراتے تھے جن کی یا جن میں غیر خدا کی پرستش ہوتی تھی۔ مگر مساجد کی عزت اور احترام برابر ملحوظ رکھتے تھے۔ اس لئے بعض مجاوروں نے اپنے معبدوں کو مسجد کہکر بچا لیا۔ چنانچہ رپورٹ کے الفاظ یہ ہیں:۔

مولد حضرت علی رضی اللہ عنہ محلہ سوق اللیل میں واقع ہے۔ اس محلہ میں ایک بہت بڑی مسجد ہے جس کے محراب کے پاس بائیں طرف مولد حضرت علی رضی اللہ عنہ تھا۔ اس پر بھی تابوت بنا کر رکھدیا تھا۔ اور قبر کی صورت بنا کر اس پر غلاف چڑھایا تھا۔ تھا۔ اس مولد کا مجاور عبداللہ سنبل ہے۔ اسکا بیان ہے کہ جب اُسے معلوم ہوا کہ تمام قبے تابوتوں کی وجہ سے گرائے جا رہے ہیں تو اُس نے خود ہی تابوت اُٹھا کر مکان میں رکھدیا

اور زمین ہموار کردی - اور یہ کہا کہ یہاں کوئی چیز نہیں - یہ تو مسجد ہے - جسکا اثر یہ ہوا کہ نجدی، بدوؤں نے یہ کہکر اس **مسجد کو بالکل صحیح وسالم چھوڑ دیا** کہ یہاں نہ کوئی قبر ہے نہ کسی تابوت کی پرستش ہوتی ہے" صـ۴۷

اعیان حزب الاحناف! دُنیا میں راستی گو کم ہے مگر معدوم نہیں - اگر آپ کی رائے بھی یہی ہے تو کیا آپ لوگ اپنے افترا (متعلق ہدم مساجد) کو واپس لینگے اور نجدیوں کو اس کہنے سے روکینگے : کہ ؎

بروزِ حشر گر پُرسند خسرو را چرا کُشتی ؟ ؛ چہ خواہی گفت قربانت شوم تا من ہماں گویم

ہاں ہم چونکہ مامور ہیں کہ واقعات پر یقین رکھیں اس لئے ہم واقعات پر یقین رکھتے ہیں اور واقعات کو اپنے خیال کے ماتحت نہیں کرتے - لہٰذا رپورٹ میں سے ایک حصہ ہم ابھی نقل کرتے ہیں مگر پہلے ذرہ تمہید سمجھا کر -

معلوم ہوتا ہے کہ عساکر نجدیہ چونکہ مسافر نا واقف تھے اُن کو اتنا معلوم تھا کہ جو عمارت گنبددار ہوتی ہے وہ ضرور کسی قبر یا مزار کا قبہ ہوتا ہے - چنانچہ ہمارے ملک میں ہمیں خود بھی بعض جگہ کسی مسجد کو دیکھکر خانقاہ کا شبہہ ہوا اور ہوتا ہے - اس لئے بعض جگہ انہوں نے ایک آدھ مسجد کے گنبد کو گرایا مگر نہ مسجد کے لحاظ سے بلکہ خانقاہ اور قبہ سمجھکر - چنانچہ رپورٹ مذکور کے الفاظ اس کے متعلق یہ ہیں :-

مسجد ابو قبیس جبل ابو قبیس پر ایک چھوٹی سی مسجد ہے جس پر قبہ بنا ہوا ہے اس قبہ کو بدوؤں نے گرادیا ہے - عبدالرزاق مطوّف کا بیان ہے کہ رمضان کا چاند دیکھنے کیلئے اس پہاڑ پر جب لوگوں کا اجتماع ہوا تو نجدیوں کے سب سے بڑے عالم جو اسوقت مکہ معظمہ میں قاضی ہیں اس مسجد کو منہدم شدہ دیکھکر بہت متحیر ہوئے اور بڑے استعجاب سے انہوں نے مجھ سے استفسار کیا کہ اس مسجد کو کس نے منہدم کیا ہے ؟ عبدالرزاق نے کہا کہ آپ نے - اُس نے تعجباً کہا کہ میں نے ؟ عبدالرزاق نے کہا کہ آپ کی فوج یعنی غطغط نے تو اُنہوں نے افسوس کے ساتھ اظہار ندامت کیا - اور بدوؤں کے اس نامعقول فعل پر تاسیف

ے مولانا حافظ وہبہ سلمہ اللہ مراد ہیں (مدیر)

کرتے ہوئے یہ کہا کہ اسے دوبارہ تعمیر کیا جائیگا - اسی طرح دوسری مساجد بھی جو ان بے وقوفوں کی غلطی کا شکار ہوگئی ہیں انہیں بھی دوبارہ تعمیر کرادیا[1] جائیگا (رپورٹ صفحہ ۲۵)

قاضی صاحب کے علاوہ جب سلطان المعظم (ابن سعود ایدہ اللہ بنصرہٖ) کو وفد نے توجہ دلائی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ

"مساجد کے متعلق مجھے حاشا وکلا کوئی علم نہیں تھا کہ کسی مسجد کو بھی کوئی نقصان پہنچایا گیا ہے - مَیں بہت جلد انکا معائنہ کرکے دوبارہ تعمیر کرادونگا" (صفحہ ۲۱)

ناظرین! یہ ہے مساجد کے گرنے گرانیکا قصہ جو وفد مرسلہ کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے - جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نجدی فوج قبیلہ غطغط نے جوش توحید میں غیر اللہ کی عبادت گاہوں - قبوں اور مزاروں کو تو گرایا مگر مساجد کو ہرگز نہیں گرایا اور اگر غلطی سے کہیں ایسا ہوا تو افسران نے اُس کی فوراً تلافی کردی اور بس *

سلطان کا تعلق حالانکہ اتنے فعل (قبوں کے گرانے) میں بھی سلطان المعظم کا کوئی دخل یا حکم ثابت نہیں ہوتا - بلکہ یہ جو کچھ ہوا اُن کے مکہ معظمہ پہنچنے سے پہلے ہوا - تاہم وہ اس بات کے قائل ہیں اور ضرور قائل ہیں جو رپورٹ میں درج ہے - جب وفد نے سلطان المعظم کو مساجد اور مآثر اور مزارات کے گرانے پر توجہ دلائی - مساجد کے متعلق تو انکا جواب اوپر نقل ہوا ہے - باقی امور کے متعلق انہوں نے فرمایا کہ :-

"رہا مآثر و مبانی کا معاملہ تو اُس کی سردست اس طرح اصلاح کرادی جائیگی کہ انکا احترام قائم رہے اور یہ محفوظ رہیں لیکن انکی دوبارہ تعمیر کے متعلق انہوں نے صاف صاف فرمایا کہ بلاد مقدسہ میں صرف شریعت اسلامیہ ہی کے موافق فیصلہ کیا جائیگا - اور اسی قانون شرعی کا یہاں نفاذ ہوگا جس کی تشریح سلف صالح اور ائمہ اربعہ نے کی ہو اگر دنیا کے محققین علماء اس کا فیصلہ کردیں کہ دوبارہ ان مآثر کا تعمیر کرنا ضروری ہے تو مَیں سونے اور چاندی سے انہیں تعمیر کرانے کیلئے مستعد ہوں اسی طرح مدینہ منورہ کے تمام مآثر اور مبانی کا جو دنیا کے محققین علما فیصلہ کرینگے اُس کے موافق عمل کیا جائیگا - اور علماء کے فیصلہ سے قبل تمام چیزیں اصلی شکل

[1] خلافتی وفد ثالث کی اطلاع ہے کہ مسجد مذکور بنا دیگئی - اخبار زمیندار لاہور - مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۲۵ء (روزنامہ و ہفتہ وار)

پر قائم رکھی جائیگی - البتہ روضۃ الرسول (صلعم) کے متعلق کسی بحث کی ضرورت نہیں اسکا تحفظ اور ابقا ہر مسلمان کے لئے فرض ہے اور جسکی حفاظت کے لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ میں اپنی جان اور تمام خاندان کو اس پر قربان کر دونگا - اسی لئے میں نے مدینہ منورہ میں ایسی فوج بھیجی ہے کہ جو مصالح شناس ہے اور انشاء اللہ وہ تمام آثر کا احترام ملحوظ رکھیگی -

ہم (وفد) نے صرف اسی زبانی گفتگو پر اکتفا نہیں کیا - بلکہ ان تمام مسائل کے متعلق سلطان عبدالعزیز سے ایک بلاغ "لکھوالیا جو رپورٹ کے ساتھ منسلک ہے" (صلا)

حزب الاحناف کے معزز ممبرو! باوجود اس تردید کے نجدیوں پر خفا ہوکر سلطان نجد کا حق ہے یا نہیں؟ کہ آپ لوگوں کے جواب میں وہ یہ عربی شعر پڑھیں ؎

قَدْ اَصْبَحَتْ اُمُّ السَّلِيْمِ تَدَّعِيْ ✤ عَلَيَّ ذَنْبًا كُلُّهٗ لَمْ اَصْنَعِ

اور اسکا مطلب ہم اُردو زبان میں یوں ادا کریں ؎

کس روز تہمتیں نہ تراشا کئے عدو؟ ✤ کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کئے؟

مسئلہ قبہ جات کے متعلق اتنی تحریرات شائع ہو چکی ہیں - کہ اب کسی اور تحریر کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی - مگر چونکہ انجمن حزب الاحناف نے ایک جدید رسالہ اس مسئلہ میں شائع کیا ہے اُس کے متعلق مختصر سا نوٹ لکھکر ہم مسئلہ حجاز کو سیاسی نظر سے دیکھینگے -

اس میں کچھ شک نہیں کہ قبوں کے بارے میں آجکل کے علماء حنفیہ ہی مخالفت اور بدگوئی کرتے ہیں - ہمارا خیال ہے (خیال ہی نہیں دعوے ہے) کہ مجوزین در اصل حنفی اصول سے گرنے کے بعد ایسا کہتے ہیں ورنہ اگر وہ اپنے اصول پر پختہ ہوتے تو مکہ معظمہ کیا دنیا بھر میں کوئی قبہ نہ بنتا +

لطیفہ کس قدر حیرت انگیز امر ہے کہ ہم اپنے مخاطبوں کو اپنی کوئی بات نہ پیش کرتے ہیں نہ منواتے ہیں - بلکہ اُن کے امام کا مذہب اُن کے سامنے پیش کرتے ہیں - دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ لوگ اپنے مذہب کے پابند ہوکر پکے حنفی بنیں - برخلاف اس کے ہمارے مخاطب ہمکو وہ راستہ بتاتے ہیں جو ہمارے اصول کا نہیں - پس ہماری اور اُن کی مثال وہی ہے جسکا ذکر قرآن مجید میں ہے -

مَا لِیْ اَدْعُوْکُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَتَدْعُوْنَنِیْ اِلَی النَّارِ

ناظرین! غور کریں ہم دونوں میں سے راستگو کون ہے اور غلط گو کون ؎

تمہیں تقصیر اُس بت کی جو ہے میری خطا لگتی ٭ مسلمانو! ذرہ انصاف سے کہیو خدا لگتی

ہم بارہا یہ بتا چکے ہیں کہ حنفی مذہب اور علماء حنفیہ کا واضح اور ناقابل ترک اصول یہ ہے کہ فتوائے ہمیشہ امام ابوحنیفہ کے قول پر ہوا کرے۔

یفتیٰ بقول الامام علی الاطلاق (دیباچہ درمختار)

یعنی امام کے قول پر فتوائے ہمیشہ ہونا چاہئے۔

ناظرین! آیئے ہم یہ اصول اپنے دینی برادران حنفیہ خصوصاً انجمن حزب الاحناف کے سامنے پیش کرتے ہیں مگر پہلے اس کے اُنکا طریق عمل بتانا ضروری ہے۔

انجمن حزب الاحناف کے رسالہ میں قبے بنانے کا ثبوت جن لفظوں میں دیا گیا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ لکھا ہے:۔

"ردالمختار حاشیہ درمختار کی جلد اول صفحہ ۶۶۲ میں علامہ شامی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

وفی الاحکام عن جامع الفتاوی وقیل لا یکرہ البناء اذا کان المیت من المشائخ والعلماء والسادات الخ (ترجمہ) کتاب الاحکام میں جامع الفتاوی سے لکھا ہو اگر میت مشائخ کرام اور علماء کرام اور سادات عظام سے ہے اُنکی قبور پر قبہ بنانا مکروہ نہیں ہے۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جو مکروہ فرماتے ہیں وہ بہ نسبت قبور عوام الناس کے فرماتے ہیں نہ کہ بہ نسبت قبور علماء کرام اور اولیاء عظام" (صفحہ ۲ رسالہ قبہ جات)

ناظرین! یہ عبارت علامہ شامی شارح درمختار کے حوالہ اور اعتبار پر نقل ہوئی ہے پس ہم بھی علامہ شامی ہی پر اعتماد کرتے ہیں کہ وہ اس عبارت کی بابت کیا فیصلہ دیتے ہیں اور امام ابوحنیفہ کا مذہب کیا بتاتے ہیں مگر مناسب ہے کہ حزب الاحناف کے علماء احناف کا ایک حوالہ اور دکھایا جائے اُس سے بعد ہم علامہ شامی کا فیصلہ پیش کرینگے تا ؎

سیاہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد

حزب الاحناف کے رسالہ میں ایک عبارت خاص درمختار سے نقل کرکے قبوں کا جواز

بتایا ہے جو یہ ہے :-

لا یجصص للنهی فیه ولا یطین ولا یرفع علیه بناء وقیل لا بأس به وهو المختار کما فی کراهة السراجیه (صلا)

ناظرین! فاضل مصنف نے اس عبارت کا ترجمہ نہیں کیا اسلئے ہم کئے دیتے ہیں جو یہ ہے:-

"درمختار میں ہے کہ قبروں کو چونہ نہ لگایا جائے اور نہ مٹی سے لپائی کی جائے۔ اور نہ انپر کسی قسم کی عمارت بنائی جائے۔ اور بعض نے کہا ہو کوئی حرج نہیں اور یہی پسندیدہ ہے"

اب سُنئے! علامہ شامی کی ساری عبارت جس سے اِن دونوں حوالوں کی حقیقت کھل جائیگی

علامہ شامی فرماتے ہیں :-

(۱) (قوله ولا یرفع علیه بناء) ای یحرم لو للزینة ویکره لو للاحکام بعد الدفن و اما قبله فلیس بقبر (امداد) وفی الاحکام عن جامع الفتاوی وقیل لا یکره البناء اذا کان المیت من المشائخ والعلماء والسادات اه قلت لکن هذا فی غیر المقابر المسبلة کما لا یخفی۔

(۲) (قوله وقیل لا بأس به الخ) المناسب ذکره عقب قوله ولا یطین لان عبارة السراجیة کما نقله الرحمتی ذکر فی تجرید ابی الفضل ان تطیین القبور مکروه والمختار انه لا یکره اه وعزاه الیها المصنف فی المنح ایضا واما البناء علیه فلم ار من اختار جوازه وفی شرح المنیة عن منیة المفتی المختار انه لا یکره التطیین وعن ابی حنیفة یکره ان یبنی علیه بناء من بیت او قبة او نحو ذلک لما روی جابر نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن تجصیص القبور وان یکتب علیها وان یبنی علیها رواه مسلم وغیره اه (ردالمحتار جلد اول مصری صلوٰة الجنازه صـ٦٢٢)

(۱) (یعنی) مصنف درمختار نے جو یہ کہا ہے کہ قبر پر عمارت نہ بنائی جائے یہ عمارت اگر زینت کے لئے ہے تو حرام ہے اور اگر مضبوطی کے لئے ہے تو مکروہ ہے بعد دفن کا یہ حکم ہو مگر قبل از دفن (اگر کوئی کوٹھا بنا ہو اور اُس کوٹھے میں مُردہ دفن کیا جائے) تو وہ قبر کے حکم میں

نہیں۔ اور کتاب الاحکام میں مرقوم ہے کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اگر میت شیخ طریقت ہو یا علماء اور سادات سے ہو تو مکروہ نہیں۔ علامہ شامی لکھتے ہیں کہ یہ بعض لوگوں کا فتوائے اُن قبروں کے لئے ہے جو شارع عام سے الگ تھلگ ہوں۔

یہ تو شامی نے اس قول کا مطلب بتایا ہے۔ مگر اپنا پسندیدہ ابھی نہیں بتایا۔ اپنا پسندیدہ دوسرے قول میں بتایا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے:-

(۲) (قولہ لا باس) مناسب یہ تھا کہ اسکا ذکر پیچھے ہوتا اُس قول کے جو مصنف درمختار نے لکھا ہو کہ قبر کو مٹی سے بھی لپائی نہ کی جائے کیونکہ سراجیہ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ کہ مٹی سے لپائی کرنا مکروہ ہے اور مختار یہ ہو کہ مکروہ نہیں ہو اسکو مصنف نے منح میں خود اسی سراجیہ کی طرف منسوب کیا ہو۔ لیکن قبر پر عمارت (از قسم قبہ وغیرہ) بنانے کے متعلق میں نے کسی فقیہ کو نہیں پایا کہ اُسنے جواز کو پسند کیا ہو۔ شرح منیہ میں مذکور ہے کہ مٹی سے لپائی مکروہ نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ قبر پر عمارت بنانا مکروہ ہو مکان ہو یا اور (مثل خیمہ کے) کیونکہ جابر صحابی نے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ بنانے اور اُنپر لکھنے سے اور اُنپر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے"

علامہ شامی نے اس عبارت میں تین امور پر روشنی ڈالی ہو:-

(الف) یہ کہ درمختار کی عبارت کا محل بتایا ہو کہ لا بأس کا تعلق لا یطیّن کے ساتھ ہے۔ بناء کے ساتھ نہیں۔ جیسا کہ حزب الاحناف کے علماء نے سمجھا اور اپنے ناظرین کو سمجھایا ہو۔

(ب) جن لوگوں کا قول متعلق جواز پہلے قول میں قیل کے صیغے سے نقل ہُوا ہے علامہ شامی اُن کی معرفت سے انکار کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ میں اپنے علم میں ایسے لوگوں کو نہیں جانتا جنہوں نے قبوں کا بنانا جائز کہا ہو (قبہ پسندو! غور کرو)

(ج) آخری فیصلہ جو ہر ایک حنفی بلکہ ہر ایک مسلمان کے ماننے کے لائق ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قبروں پر عمارات (قبوں) کا بنانا ناجائز کہا ہے کیونکہ حدیث نبوی میں ایسا ہی منع آیا ہے +

مقام حیرت ہی کہ انجمن حزب الاحناف کے علماء اور ممبران نے اپنے سارے رسالہ میں امام اعظم کے فتوے کے خلاف تو لکھا مگر یہ جرأت نہ ہوئی کہ امام ممدوح کا فتوے شامی کے لفظوں میں نقل کر کے جواب دیتے۔ بلکہ اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے خاموشی سی گذر گئے جس پر یہ کہنا بے جا نہیں ہے

بے خودی بے سبب نہیں غالب ! + کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہی

طرّہ تر یہ ہے کہ درمختار کی جس عبارت کو جواز کی دلیل بنایا ہی اُس کی تشریح علامہ شامی کے لفظوں میں نقل نہیں کی بلکہ اپنی طرف سے تشریح کر کے وہ عبارت اپنے مطلب کی بنائی گئی ہے جس پر اہل علم حضرات کو ہم متوجہ کرتے ہیں +

حضرات علماء کرام! حزب الاحناف کے علماء اور مفتیان کی کارروائی پر مطلع ہو کر فرمائیے کہ ان حضرات حزب الاحناف کو حنفیوں کی جماعت کہا جائے یا حنفی ازلی یا عفقی ابدی

مشفق لکھوں شفیق لکھوں دلربا لکھوں :: حیرت میں ہوں کہ آپ کا القاب کیا لکھوں

ناظرین! ہماری خیال میں قبوں کا مسئلہ زیادہ بحث طلب نہیں۔ ہم اپنے ناظرین کو اس کے حل کرنے کا آسان طریق بتلاتے ہیں۔

جہاں جہاں مزارات پر قبے بنے ہوئے ہیں وہاں جائیں سب سے پہلے لاہور پھر پاک پٹن۔ پھر سرہند۔ پھر کھنڈ۔ پھر پیران کلیر رڑکی۔ پھر اجمیر وغیرہ مقامات پر جا کر بچشم خود ملاحظہ کریں کہ اِن قبوں کے نیچے کیا ہوتا ہے اُن افعال کے دیکھنے سے اُن کے دل سے شہادت نکلیگی کہ اگر یہ اسلام ہے تو ایسا اسلام نبی اسلام علیہ السلام اور قرآن مجید کے آنے سے پہلے عرب بلکہ ساری دنیا میں موجود تھا پھر کیا ضرورت تھی کہ قرآن اور نبی اسلام علیہ السلام کو بھیجکر ناحق دنیا میں تہلکہ مچایا اور امن میں بے امنی پیدا کی ؟

آہ اسلام تو کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ سچ تو یہ ہے کہ تیرے ماننے والوں نے تجھے اس حد تک پہونچایا کہ مولانا حالی مرحوم کو یہ شکائت لکھنی پڑی ہے

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں۔ + اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں + شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

مسئلہ حجاز کا سیاسی پہلو

برادران حزب الاحناف نے موحدین نجد اور سلطان نجد (ایدھم اللہ بنصرہ) کو بدنام کرنے اور ناقابل حکومت بنانے کیلئے دو پہلو اختیار کیے ہیں ایک مذہبی جسکا ذکر پہلے ہوا۔ دوسرا سیاسی یعنی پولیٹکل حیثیت میں یہ بتاتے ہیں کہ سلطان نجد حجاز پر حکومت کرنے کے لائق نہیں۔ اس کی دو وجہیں بتائی جاتی ہیں۔

"ایک تو یہ کہ اُنکا انگریزوں سے معاہدہ ہے کہ میں بیرونی پالسی میں انگریزی حکومت کے ماتحت رہونگا چونکہ وہ انگریزوں کے ماتحت ہے اس لئے حجاز پر اُسکا تسلط ہونا گویا انگریزوں کا تسلط ہونا ہے"

حالانکہ جس معاہدہ کا حوالہ دیتے ہیں وہ اُس زمانہ کا ہے جن دنوں سلطان نجد کو انگریزی حکومت سے اس کے بدلہ میں معقول وظیفہ ملتا تھا۔ لیکن جب سے انگریزوں نے وظیفہ بند کر دیا سلطان موصوف بھی اُس معاہدہ کا پابند نہیں رہا۔ جسکا کھلا ثبوت یہ ہے کہ جنگ عظیم میں جن دنوں شریف حسین (سابق شاہ حجاز) کی غداری اور بغاوت سے حجاز تو کیا سارا عرب بلکہ سارا مصر بھی ترکوں کے قبضہ سے نکل چکا تھا اور شریف حسین کے بدو انگریزوں کی ماتحت جنگ میں مشغول تھے۔ عین اُس مصیبت کے وقت جبکہ غازی جمال پاشا مرحوم مصر پر حملہ کرنے کو تھا اور اس جنگ میں امداد کی بڑی ضرورت تھی۔ سلطان ابن سعود نے کئی سو اونٹوں اور سامان سے غازی موصوف کی مدد کی۔ جسکا ذکر غازی جمال پاشا نے اپنی ڈائری میں کیا ہے اس ڈائری کا ترکی سے عربی اور عربی سے اُردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے جو دفتر اخبارنجات بجنور سے ملتا ہے۔ کیا یہ اسلام کی ہمدردی ہے یا کفر کی ماتحتی؟ آہ شیخ سعدی مرحوم نے سچی دوستی اور بوالہوسی میں کیا ہی صحیح امتیاز بتایا ہے ؎

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست ✣ در پریشاں حالی و در ماندگی۔
دوست مشمارش کہ در نعمت زند ✣ لاف یاری و برادر خواندگی۔

پس یہ وجہ تو ایسی بودی ہے کہ تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ✣

دوسری وجہ یہ بتائی جاتی ہو کہ جو معاہدہ انگریزوں نے شریف غدار کو پیش کیا تھا اور اس نے نہیں مانا تھا وہ جب سلطان نجد کے سامنے پیش کرینگے تو یہ فوراً مان جائیگا۔ سید حسرت موہانی صاحب جیسے لبرل کے الفاظ جلسہ امرتسر میں یہ ہیں کہ ممکن ہی مان جائے ✣

اسکا جواب دینا ضروری نہیں کیونکہ یہ آئندہ زمانہ کی ایک پیشگوئی ہے جسکی بابت ابھی سے کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔ جیسا حسرت صاحب کا یہ نظریہ ہے اُنکے مقابلے پر کسی کا نظریہ (خیال) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سلطان ابن سعود (ایدہ اللہ بنصرہٖ) کوئی ایسا معاہدہ نہیں کرینگے جس میں حجاز کی حُریت میں فرق آئے۔ انشاء اللہ

تیسری وجہ یہ بتائی جاتی ہو کہ حال میں جو انگریزوں نے عقبہ اور معان حجاز کے دو مقاموں پر قبضہ کرلیا ہے یہ سلطان نجد کی خاموشی کا نتیجہ ہے۔ اُسی نے انگریزوں کو ایسا کرنے کی ہمت دلائی یا مشورہ دیا ہے اسلئے سلطان نجد حجاز پر حکومت کرنے کا اہل نہیں۔

اسکا جواب یہ ہے کہ سُلطان نے ایسا کرنیکا نہ مشورہ دیا نہ اجازت۔ بلکہ انگریزوں کے اس فعل پر احتجاج کیا ہے ہاں یہ نہیں کیا کہ انگریزوں سے اس امر پر جنگ کری۔ کیونکہ موجودہ حالت میں جبکہ ابھی شریفی خاندان سی جنگ جاری ہے مصلحت اور دوراندیشی نہیں کہ اور جنگ کی آگ جلائی جائے۔ ہمارا یقین ہے کہ اس حالت میں سلطان نجد کی جگہ اُن کے مخالفین ہوتے تو وہ بھی یہی طریق اختیار کرتے جو سلطان موصوف نے کیا۔ (بشرطیکہ دماغ میں عقل سلیم اور سیاست دانی کی قابلیت ہوتی) ✣

ہمارا نظریہ بقول ؎ نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی۔

یہ تو نظریہ ہے ان لوگوں کا۔ اس کے مقابلہ میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ یہ لوگ جو سلطان نجد پر انگریزوں کی دوستی کا الزام لگاتے ہیں۔ درحقیقت ان کی نیت یہ ہے کہ سلطان المعظم غصے میں آکر انگریزوں سے بگاڑ کریں۔ اور ادہر ہم بھی کچھ اودہم مچائیں جسکا نتیجہ یہ ہو۔ کہ

سلطان موصوف حجاز سے نکال دیا جائے - مگر سلطان ممدوح بھی سیاسی دماغ رکھتا ہے اور دینی تعلیم سے خوب آگاہ ہے - وہ انکی ایسی ویسی باتوں پر یہی کہتا ہوگا ؎

من خوب مے شناسم پیرانِ پارسا را

حزب الاحناف وغیرہ سے سوال

حضرات! رہ رہ کر ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ آپ لوگوں سے ایک سوال کریں - آپ لوگوں کو معلوم ہوگا کہ جزیرہ عرب سے یہود و نصاریٰ مخالفین اسلام کو نکالنے کی وصیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہوئی ہے - یہ بھی معلوم ہوگا کہ جزیرہ عرب جس سمندر کی وجہ سے جزیرہ بنا ہوا ہے - وہ کس کے قبضے میں ہے - کیا آپ کو معلوم ہے کہ عرب کا بڑا بندر عدن کس کے قبضے میں ہے - بحیرہ عرب اور خلیج فارس کی ساری بندرگاہیں کس کے قبضے میں ہیں اور عربی ریاستیں - بحرین - دوبئی - اور مسقط اور مکلا - کوئیت وغیرہ کس کے ماتحت ہیں؟ ہاں یہ بھی معلوم ہوگا کہ یہ سب بندرگاہیں ترکوں کی حکومت کے زمانہ میں انگریزوں کے ہاتھ گئی ہیں -

تو اب سوال یہ ہے کہ

حضرات! آپ لوگ سلطان نجد (ایدہ اللہ بنصرہ) کو محض اس خیال سے بدنام اور مخالفت کر رہے ہیں کہ سلطان نے عقبہ اور معان انگریزوں کو دیدیا - حالانکہ اِن مقامات پر شریفی خاندان کا قبضہ تھا - جن سے انگریزوں نے لئے ہیں - لیکن درصورت صحت بھی ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ عدن تو سلطان ترکی نے اپنے ہاتھ سے دیا اور باقی مقامات خاموشی سے دیئے - مگر آپ لوگ اُنکو خلیفہ اور امیرالمؤمنین کہتے رہے - اُنکے حق میں آپکو یہ جوش خروش کیوں نہ آیا - نہ اُنکو ناقابل خلافت یا ناقابل خدمت حرمین قرار دیا؟ اینچہ بوالعجبی ست

قابل غور بات

کچھ شک نہیں کہ علاقہ حجاز ایک ایسا خطہ ہے کہ اس خطہ میں جو کچھ ہو وہ ساری اسلامی دنیا میں پھیل سکتا ہے - اسی لئے یہ مصرع مشہور ہوا ہے ؎

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی؟

کوئی مسلمان کسی فرقے اور کسی طبقے کا ہو وہ اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ حجاز میں جو

حکومت ہو۔ وہ منتظم ہو۔ دینی مراسم کی محافظ ہو اور تعلیم کی مروّج۔ حدود اور احکام شرعیہ جاری کرنے پر قادر بلکہ نافذ ہو۔ ایسی جنگی قوموں کو سنبھال کر رکھ سکنے والی ہو۔ مسافروں خاصکر حاجیوں کو امن امان دینے پر قادر بلکہ دیتی ہو۔

گذشتہ کئی صدیوں سے جنیں ہماری سابقہ خلفاء ترکیہ کا زمانہ بھی ہے آخر زمانہ شریف تک بنظر انصاف اور غیرجانبداری سے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حجاز میں نہ علم تھا نہ امن امان تھی نہ تعظیم شعائر اللہ نہ حفاظت احکام اللہ۔ امن امان کا یہ حال کہ حاجیوں کے لوٹے جانے کی خبریں معمولی ہوگئی تھیں۔ یہانتک کہ جلالتمآب امیر صاحب کابل کی دادی صاحبہ شریف کے آخری زمانہ میں حج کو گئیں تو وہ بھی مع قافلہ کے گھیر لی گئیں جنکی سلامتی بھی معرض خطر میں پڑ گئی۔ کئی ہزار حاجی پانی کو ترستے ہوئے جام شہادت پی گئے۔ رحمہم اللہ جہالت میں یہانتک ترقی تھی کہ دیہات میں بلکہ قصبوں کے باشندے بھی سادہ قرآن تک نہ پڑھ سکتے تھے۔ نماز روزہ سے غفلت ہندوستانیوں سے بھی زیادہ تھی۔ ڈاکہ اور لوٹ مار کی وہی کیفیت تھی جو اسلام سے پہلے عرب میں تھی غرض اسلامی تہذیب یا تعلیم یا تعمیل کا کوئی نشان عرب میں عموماً اور حجاز میں خصوصاً نمایاں نہ رہا تھا۔

اب کیا ہے۔ جا کر دیکھ لو۔ تمام راستے صاف ہیں۔ ڈاکہ بلکہ ڈاکہ کا خطرہ بھی نام کو نہیں جہاں کے لوگ لوٹ مار میں یگانہ تھے۔ قافلوں کا سلامت جانا محال تھا۔ اب وہاں کے سب لوگ مطیع اسلام اور امن امان سے رہنے کے معتاد ہو رہے ہیں چنانچہ مرکزی خلافت کمیٹی کے معزز وفد کی رپورٹ کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں:۔

"رابغ میں گذشتہ سال تقریباً بیس[۲۰] ہزار حجاج مدینہ منورہ جاتے وقت نہائت ہی پریشانی میں گرفتار ہوئے تھے۔ اور ایک بڑی تعداد میں راہی ملک عدم بھی ہوئے۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون یہ مقام بدوؤں کے مظالم کا ایک مرکز ہے مگر امسال یہاں کا امن و امان ضرب المثل ہے۔ تقریباً تین میل کے طول و عرض میں عازمین حج پھیلے ہوئے تھے۔ سیر و تفریح کے لئے دو دو میل قصبہ سے دُور بدوؤں کے جھونپڑے دیکھنے کیلئے چلے جاتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ وفد کے ارکان

بھی مختلف مقامات میں چکر لگاتے رہے اور ان حقائق کا معائنہ کرتے رہے "

رابغ سے مکہ معظمہ تک حسب ذیل پانچ منزلیں علی الترتیب واقع ہیں (۱) قضیمہ (۲) دف (۳) عسفان (۴) وادی فاطمہ (۵) مکہ معظمہ۔

ان میں سے عسفان نہایت متبرک اور سخت خطرناک منزل ہے۔ متبرک اس لئے کہ یہاں ایک کنواں ہے جسے بیر تفلہ کہتے ہیں۔ جس کے متعلق مشہور ہے کہ رسول (صلعم) نے اپنا لعاب دہن اس میں ڈالا تھا اور پانی شیریں ہو گیا۔ اور خطرناک اس لحاظ سے کہ سخت متمرد اور سفاک بدوؤں کا مرکز ہے جنکی زد سے بچ کر کوئی قافلہ صحیح و سالم نہیں گزر سکتا۔ مگر امسال ان تمام منازل کے قطع کرنے میں ایک معمولی حادثہ بھی پیش نہیں آیا۔ باوجودیکہ بہت سے عازمین حج قافلہ سے ہٹے ہوئے آگے اور پیچھے پیدل چلتے تھے " (رپورٹ صفحہ ۱۶-۱۷)

اللہ اللہ کیا کرامت ہے۔ وہی خطہ حجاز جہاں ترکوں جیسی جرار اور منظم حکومت بھی امن امان قائم نہ کر سکے۔ جہاں شریف جیسا ذات شریف سر چھپائے بیٹھا رہے جسکی ظالمانہ حکومت مکہ معظمہ کی چاردیواری سے باہر نہ رہ سکے وہی خطہ حجاز ہے کہ سلطان نجد کے حسن انتظام سے قابل رشک بنجائے۔ ذٰلک من فضل اللہ۔

افسران نجدیہ کا حسن اخلاق یہاں ہندوستان جیسے مہذب ملک اور شائستہ حکومت میں کوئی کتنا ہی ممبر کمیٹی بلکہ ممبر کونسل بلکہ ممبر اسمبلی بلکہ ممبر کونسل آف سٹیٹ کیوں نہو ضلع کے ڈپٹی کمشنر کو کچھ کہنا چاہے تو خود اس کی کورٹ میں یا کوٹھی پر جائیگا۔ مگر نجد کے اعلیٰ افسر مکہ معظمہ کے گورنر حافظ وہبہ (سلمہ اللہ) کو ہمارا وفد کچھ کہنا چاہتا ہے تو اپنے ڈیرے پر بلاتا ہے۔ چنانچہ رپورٹ میں اس کے متعلق یہ الفاظ ہیں:-

"ہم نے حافظ وہبہ گورنر مکہ کو بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دی کہ وہ بہت جلد ہماری قیامگاہ پر تشریف لا دیں + + چنانچہ اسی وقت حافظ وہبہ تشریف لائے" (ص ۲۳)

حزب الاحناف کی معزز ارکان! کیا یہ نمونہ سلف نہیں؟ ؎

بس تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا ؛ یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

وفد مذکور کی موجودگی میں مکہ کے بازار میں فوجی بدوؤں کی دوکانداروں سے سگریٹ پینے یا کسی سودے کی قیمت پر تکرار ہوئی جس سے ہنگامہ برپا ہو گیا - وفد خلافت لکھتا ہے :-

" ہم نے بڑی زور کے ساتھ حافظ وہبہ گورنر مکہ سے کہا کہ آپ بہت جلد انتظامات کیجئے تاکہ آئندہ اس قسم کا کوئی حادثہ پیش نہ آئے - حافظ وہبہ نے سلطان عبدالعزیز سے مل کر نہایت اچھا انتظام کیا - تمام بازاروں میں اپنی مہذب اور تربیت یافتہ فوج پھیلا دی اور اہل مکہ کو اس امر کی اجازت دیدی اگر انہیں ان بدوؤں کی طرف سے کوئی ضرر پہونچے تو وہ فوراً ان (بدوؤں) کو گولی مار دیں - اس کے ساتھ دوسرے انتظامات یہ کئے کہ ان تمام بدوؤں کو حکم دیا کہ وہ دو دن میں اپنے اپنے وطن چلے جائیں اور مکہ معظمہ خالی کردیں - چنانچہ اس حکم کا یہ اثر ہوا کہ ہمارے سامنے ہی کامل سکون و اطمینان پیدا ہو گیا - اور اہل مکہ اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے " (ص ۳۲) حالت جنگ میں اس امن کی مثال نہیں ملیگی -

اس میں شک نہیں کہ حکومت نجدیہ کو چونکہ یہ مدنظر ہے کہ حجاز میں شرعی قانون نافذ ہو اسلئے سب سے پہلے اس نے مسکرات اور منکرات پر نظر ڈالکر انہیں بند کیا - اس پر بعض بعض جگہ فساد ہوئے تو وفد خلافت نے حکومت کو متوجہ کیا جس کے متعلق وفد کے الفاظ یہ ہیں :-

" سگرٹ فروشی کے متعلق ہم نے حافظ وہبہ سے کہا کہ آپ اس میں اصلاحات کریں اور اہل مکہ کو اس کے ترک کرنے کیلئے مفید مشورے دیں - لیکن سوائے حکومت کے کسی دوسرے شخص کو کیا حق ہے کہ وہ کسی شخص کو سگرٹ پیتا ہوا دیکھکر اسے سزا بھی دیدے حافظ وہبہ نے فرمایا کہ مکہ معظمہ میں شریف کے منحوس زمانہ میں مسکرات کا بہت زیادہ استعمال تھا یہانتک کہ کھلم کھلا قہوہ خانوں میں دوسری مذموم حرکات کے ساتھ اس فعل خبیث کا بھی عام طور پر ارتکاب ہوتا تھا اور تمباکو نوشی کی تو یہ حالت تھی کہ عام طور پر اہل مکہ حرم شریف کے احاطہ میں بھی سگرٹ پیتے تھے - بعض بڑھیا عورتیں چھوٹے چھوٹے حقے اپنے ساتھ لے جایا کرتی تھیں اور حرم میں بیٹھکر گھنٹوں فضول باتوں میں مصروف رہتیں - اور یہ مشغلہ جاری رکھتی تھیں - لہذا سلطان عبدالعزیز نے مسکرات کے استعمال کے لئے تو سخت امتناعی احکام نافذ کئے - لیکن تمباکو نوشی کو صرف حدود حرم میں منع فرمایا -

اس لئے کہ بیت اللہ کے احترام کے یہ فعل منافی ہو۔ اور اس کے انسداد کے لئے ایک قانون نافذ کیا گیا۔ جس بدّو نے کسی سگرٹ پینے والے کو مارا ہے اس کی تحقیقات کے بعد اسے انشاء اللہ قرار واقعی سزا دی جائیگی اس لئے کہ کسی قانون کی خلاف ورزی کی پاداش میں کسی مجرم کو حکومت ہی سزا دے سکتی ہے" (صلا) کیسی صحیح رائے ہے جزاک اللہ۔

حکومت نجدیہ کی علم پروری

عام طور پر دشمنوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ نجدی بڑے اُجڈ ہیں خاصکر علوم عقلیہ کے بڑے دشمن ہیں۔ ارکان وفد کو بھی یہ دا ھر گذرا تو انہوں نے گورنر مکہ (مولانا حافظ وہبہ سلمہ اللہ) کو ایک بڑی علمی خدمت پر توجہ دلائی جسکے متعلق اُن کے الفاظ یہ ہیں :-

"انہی اصلاحات کے سلسلے میں ہم نے حافظ وہبہ کو حرم شریف کے اس عظیم الشان اور نادر کتبخانہ کی طرف بھی توجہ دلائی جس میں ترکی حکومت نے علاوہ بیشمار مطبوعہ کتابوں کے قلمی کتابوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ فراہم کیا ہے اس کتب خانہ کا محافظ بھاگ گیا تھا اور کتب خانہ بند تھا فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد یہ کتب خانہ کھولا گیا تھا اہل مکہ کا خیال تھا کہ کہیں نجدی علماء کی تنگ نظری کی وجہ سے یہ کتب خانہ ضائع نہ ہو جائے۔ اس لئے ہم نے حافظ وہبہ سے کہا کہ ترکی حکومت نے یہ کتب خانہ جمع کر کے ساری دنیائے اسلام پر احسان کیا ہے اور حرم کی یہ ایک خاص چیز ہے لہٰذا اس کے انتظام و نگرانی کے لئے اہل مکہ کے ہر مسلک اور مشرب کے علماء سے چند سمجھدار علماء کو منتخب کر کے ایک کمیٹی بنا دیجئے اور اسکا انتظام اس کے ہاتھ میں دیدیجئے۔ جنہوں نے ہمیں اسکا اطمینان دلایا اور فرمایا کہ ان جواہرات کی ہماری نگاہوں میں اتنی ہی قدر و منزلت ہے جتنی دولت علم کی ہونی چاہئے۔ میں انشاء اللہ اس کتبخانہ کے ایک ایک ورق کی حفاظت کرونگا اور اس طرح انتظام کرونگا کہ نہ صرف اہل مکہ بلکہ ساری دنیا کے مسلمان اس سے مطمئن ہو جائینگے۔ اسی طرح ہم نے وقتاً فوقتاً اپنے تھوڑے سے زمانہ قیام میں حافظ وہبہ کو اصلاحات و انتظامات کے متعلق بہت مفید مشورے دئے جنکو انہوں نے بہت زیادہ اہمیت دی اور انکے موافق عمل بھی شروع کر دیا۔ ہماری مخلصانہ مساعی نے اہل مکہ پر بہت اچھا اثر ڈالا" (صلا ۲۴-۲۵)

اس حسن انتظام کے علاوہ آج حجازی آبادی شہری ہو یا دیہاتی کو کوئی ایسا شخص دیکھی جسنے ترکی زمانہ بھی دیکھا ہو اور شریفی بھی تو وہ ظلمت اور نور کا سا فرق پائیگا۔ تمام علاقے میں احکام شرعیہ کا احترام ہے۔ مکاتب اور مدارس جاری ہیں جہاں قرآن مجید اور دینی مسائل کی تعلیم جاری ہے چنانچہ انہی مدارس کے لئے مصر سے چار بڑے صندوق قرآنوں کے مکہ معظمہ بھیجے گئے۔ واعظ اور مبلغوں کے ذریعے تبلیغ ہو رہی ہے۔ وہی نماز جو عرب نے ہندیوں سے زیادہ ترک کر رکھی تھی برابر جماعت سے ادا ہوتی ہے۔ چوری چکاری کا نام نہیں۔ حرامکاری کا ذکر نہیں۔ وہی بدو لوگ جو ترکی زمانہ میں بھی رام نہ ہوئے تھے آج آرام سے خود بیٹھے ہیں اور مسافروں کو آرام دے رہے ہیں۔ اس کے متعلق خلافتی وفد کے الفاظ کتاب ہذا کے صفحہ ۱۷/۱۸ پر درج ہیں۔ ایسی حکومت کی مخالفت کرنیوالوں کو بجز اس کے کیا کہا جائے کہ ؎

گلست سعدی و در چشم دشمناں خارست

مخالفین سے سوال حضرات! واقعات سب آپ کے سامنے ہیں۔ تینوں زمانوں (ترکی شریفی اور نجدی) کو سامنے رکھکر بتائیے کہ حجاز جیسے مذہبی مقام کے لئے سلطان ابن سعود سے بہتر یا برابر کوئی شخصیت ہے جسے حجاز کی خدمت سپرد کی جائے؟

اس سوال کے جواب میں مخالفین مختلف ہیں۔ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ۔ کوئی تو ابھی ترکوں کا خواب دیکھ رہا ہے حالانکہ ترکی حکومت اور حجاز میں بون بعید ہے کوئی اتصال نہیں ؎

عادت عواد بینهم وخطوب

نیز ترکوں نے اپنے زمانہ حکومت سابقہ میں اور حال میں ثابت کر دیا ہے کہ وہ مذہبی رنگ کی حکومت نہیں کر سکتے جو حجاز جیسے مذہبی مقدس مقام کے لائق ہے۔

کوئی صاحب فواد پاشا شاہ مصر کا خواب دیکھتے ہیں حالانکہ فواد پاشا نہ مذہبی حیثیت رکھتے ہیں نہ سیاسی حیثیت سے اس قابل ہیں کہ وہ حجاز میں دینی شکل کی حکومت کر سکیں نہ وہ خود اتنے کچھ پابند مذہب ہیں۔ بلکہ ترکی النسل ہونے کی وجہ سے عربوں میں پسندیدہ بھی نہیں ہو سکتے۔

اب ایک صورت باقی ہے جس پر جمہور مخالفوں کی طرف سے زور دیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ حجاز میں کسی خاص شخص یا قوم کی حکومت نہو بلکہ دنیائے اسلام کے سب مسلمان خدمت کریں

یعنی اسلامی جمہوری حکومت ہو - ہماری رائے اس بارے میں کچھ ہی ہو - مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مخالفین کی یہ تجویز انکی تجویز نہیں بلکہ خود سلطان ابن مسعود کی پیش کردہ تجویز ہے - جس روز انہوں نے تسخیر حجاز کا تہیہ کیا - اسی روز یہ اعلان کر دیا تھا کہ میں حجاز پر حکومت کرنے نہیں چلا ہوں بلکہ ظالموں سفاکوں سے پاک کرنے چلا ہوں بعد اسکے میں مؤتمر (اسلامی کانفرنس) بلاؤنگا جو بھی وہ انتظام کریگی اس کی پابندی ہوگی - وفد خلافت نے جب مسئلہ مؤتمر حضور سلطانی میں پیش کیا - تو سلطان المعظم ابن سعود نے جو فرمایا وہ وفد کی رپورٹ میں درج ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :-

"مؤتمر اسلامی (کانفرنس) کے متعلق انہوں (سلطان ابن سعود) نے فرمایا کہ میں ایک سے زیادہ مرتبہ مؤتمر اسلامی کا اعلان کر چکا ہوں اور پھر بھی اسکا اعادہ کرتا ہوں - کہ جبوقت مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ تک پہونچنے کے ذرائع اور وسائل حاصل ہوجائینگے میں پھر ایکدفعہ دنیائے اسلام کو مؤتمر اسلامی کے انعقاد کی دعوت دونگا تاکہ وہ حکومت حجاز کا قطعی فیصلہ کرے لیکن سر دست حالت جنگ ہے اور وسائل مواصلات پر پوری قدرت نہیں اس لئے دعوت دوبارہ دینا فی الحال بے نتیجہ ہو" (صفحہ ۱۳)

؎ شکر للہ کہ میان من و او صلح فتاد +

استقلال حجاز بڑا مسئلہ آج مخالفین کی نگاہ میں استقلال حجاز ہے یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خوف ہے کہ سلطان نجد انگریزوں کے زیر اثر ہو کر حجاز کو بھی انگریزی حکومت کے ماتحت کر دیگا +

حق یہ ہے کہ سلطان نجد اگر ایسا کریگا تو واقعی ہم بلکہ کل دنیائے اسلام اس کے مخالف ہونگے یقیناً یہ خیال کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ حجاز کسی غیر مسلم طاقت کے اثر میں نہ ہو - چنانچہ وفد خلافت نے بھی یہ مسئلہ سلطان ابن سعود کے سامنے پیش کیا - اس کے متعلق جو انہوں نے فرمایا - وہ رپورٹ میں درج ہے جسکے الفاظ یہ ہیں :-

"حجاز کی استقلال کی نسبت (سلطان ابن سعود نے) یہ فرمایا کہ اس کی استقلال اور غیر مسلم اثر سے پاک کرنے کیلئے میں اپنی جان، اپنی اولاد، اپنا مال و متاع

اور ہر قیمتی سے قیمتی چیز کو قربان کرنے کے لئے آمادہ وطیار رہوں ۔میں ساری دنیائے اسلام علی الخصوص اپنے ہندوستانی بھائیوں کو اطمینان دلاتا ہوں کہ میں اپنے آخری قطرۂ خون سے استقلال حجاز کی محافظت کرونگا"۔ صد ۲

ہم حیران ہیں کہ ایسی تصریحات کے ہوتے ہوئے بھی مخالفت کی جاتی ہے حالانکہ ابھی انکے وفا کا وقت بھی نہیں آیا جسمیں یہ معلوم ہو سکے کہ وعدہ وفا ہوا یا نہیں قبل از وقت واویلا کرنا اس مثل کے مصداق ہے۔

آب ندیدہ موزہ کشیدہ

عرب کی موجودہ صورت عرب کا ملک ہندوستان کی طرح نہیں۔ بلکہ افغانستان کی طرح جنگجو قوموں کا مجموعہ ہے۔ایسے ملک پر جبتک کوئی زبردست آہنی پنجہ قابض نہو اُمراء اور شیوخ ملک باہمی جنگ میں فنا ہو جائیں جسکا نتیجہ صاف یہ ہوگا کہ کوئی غیر طاقت کسی ایک امیر کو ہاتھ میں لیکر فوراً اپنا اثر جمالیگی پھر ان مسلمانوں کو جو آج سلطان نجد (ایدہ اللہ بنصرہ) کی مخالفت کر رہے ہیں معلوم ہو جائیگا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھا ہے ۔ مگر

پھر پچھتاوے کیا ہووت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

مسلمان بھائیو! وقت کی قدر وقیمت پہچانو اپنا قیمتی وقت کسی اچھے کام میں لگاؤ۔مسائل سیاسیہ کو سیاسی نگاہ سے دیکھو۔کسی مذہبی مسئلے میں اگر آپ لوگوں کو نجدیوں سے اختلاف ہے تو مسائل سیاسیہ اس اختلاف پر مبنی نہ کرو۔ ورنہ سخت غلطی میں مبتلا ہوگے اور اسلام اور اہل اسلام کو نقصان پہونچاؤ گے

مراد ما نصیحت بود گفتیم۔

رسالہ مزاراتِ حجاز

اس رسالہ میں مزارات اور تبرکات کے متعلق مفصل بحث کی گئی ہے

قیمت ۲ ؎ محصول ایک آنہ

ملنے کا پتہ:۔ دفتر الحدیث امرتسر

سلطان ابن سعود ایدہ اللہ کا فیصلہ کن اعلان بابت ملک حجاز

وفد خلافت نے ہر مسئلے کے متعلق تفصیلی حالات جمع کئے ہیں سلطان ابن سعود سے زبانی گفتگو پر قناعت نہیں کی بلکہ ایک تحریری بلاغ (اعلان) بھی حاصل کیا ہے جسکا ترجمہ رپورٹ ہی سے درج ذیل ہے:-

اعلان عام عبدالعزیز بن عبدالرحمن الفیصل السعود کی طرف سے مشرق و مغرب کے مسلمانوں کے نام - الحمد للہ الذی لا الٰہ الا ھو والصلوٰۃ والسلام علےٰ رسولہ محمد جو روز قیامت میں شفیع ہونگے - اما بعد یہ کہ میں نے وفد جمعیت خلافت ہند اور جمعیۃ العلماء کے نمائندوں سے اُن مسائل کے متعلق گفتگو کی جن کا علم مسلمانوں کو ضروری ہے اور جن کے متعلق ہماری خیالات کی حقیقت جاننا اہم ہے- پوری اخلاص و صراحت کے ساتھ گفت و شنید ہوئی اور خدا کا شکر ہے ہماری اور انکی درمیان تمام مسائل زیر بحث میں پورا اتفاق ہوگیا +

حق کے دشمن اور باطل کے دوست افترا کر رہے ہیں اور مسلمانوں میں تفرقہ پھیلانے اور اپنی سعی باطل سے اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش کر رہے ہیں- وہ ان سیدھے سادے مسلمانوں کے قلوب میں غلط خیالات پیدا کر رہے ہیں جنہیں حقیقت حال کا علم نہیں ہے اور جو نہیں جانتے کہ ہماری پالیسی کیا ہے - ان افترا پردازیوں کی تدارک کے لئے میں حسب ذیل اعلان کرتا ہوں جس سے دلائل کی روشنی میں حق و باطل کی تمیز ہو جائیگی :-

(۱) میں اُن قوموں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہماری ساتھ حق کی مدافعت کی اور ہندوستانی قوم کا خاص طور سے شکر گذار ہوں - کہ اس نے ایسے وقت میں عربوں کی حمایت کا بیڑا اٹھایا اور اُن کے قضیہ کی طرف توجہ کی جبکہ عرب خود آپس کی آویزش و عداوت میں مبتلا ہوکر اپنے دینی اور وطنی فریضہ کو بھول چکے تھے - میں اس لئے بھی مسلمانان ہند کا خاص طور سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے

سب سے پہلے میری دعوۃ پر لبیک کہی - خدا اُنہیں بہترین جزا دے ؃

(۲) مَیں اب بھی اُسی قول پر قائم ہوں جس کا اظہار مَیں نے عالم اسلامی کو دعوت دیتے وقت کیا تھا - مؤتمر کے انعقاد کی ضرورت ہے جو اُن امور پر غور کرے جو حجاز کے تمام مسلمانوں کے لئے اہمیت رکھتے ہیں - رستوں کی اصلاح و حفاظت، ہر زائر کے لئے راحت و آرام کے وسائل کی فراوانی - ڈاک وغیرہ کے انتظام میں امکان سہولت، ایسے امور کے انتظام کے متعلق حجاز میں ہم اور وہ مِلکر ذمہ واری قبول کریں - راستے کھلنے کے بعد ہی عنقریب ایسی مؤتمر اسلامی کی دعوت پھر دی جائیگی -

(۳) حجاز کی کامل آزادی کی حفاظت ہم اپنی جان تک سے کرینگے اور کسی برداشت نہیں کرینگے کہ غیر مسلم کا اثر حجاز میں قائم ہو اسی میں ہماری دین و شرف کی حفاظت ہے -

(۴) بلاد مقدسہ کا قانون عام شریعت اسلامیہ کے مطابق ہوگا اور تمام مسائل کا فیصلہ غور و خوض کے بعد تمام ممالک کے محقق علما کرینگے -

(۵) مَیں اس بات کو نہایت زور و تاکید کے ساتھ آپ سے کہتا ہوں کہ مدینہ منورہ حَرَمًا اٰمِنًا کی حیثیت رکھتا ہے اُس میں قتل و غارت و بربادی جائز نہیں اُس کے شرف و احترام کی حفاظت کی وجہ سے مَیں عرصہ سے صرف اُس کے محاصرہ پر اکتفا کر رہا ہوں - حالانکہ اس میں بہت مالی نقصان ہو رہا ہے - اور حالانکہ خدا کی مدد سے مَیں مدینہ منورہ پر ایک گھنٹہ میں قبضہ کر سکتا ہوں - لیکن مَیں بلاد و عباد کی سلامتی چاہتا ہوں - مَیں نے لشکر کو حکم دیدیا ہے کہ کسی صورت سے بھی مدینہ منورہ پر ہجوم نہ کرے اور اُس وقت تک داخل نہ ہو جب تک کہ دشمن خود ہتھیار ڈالکر حوالہ نہ کر دے - مدینہ منورہ میں جو عمارتیں ہیں اُنکی متعلق سابقہ دفعہ کے مطابق عمل کیا جائیگا -

ہماری دشمن مشہور کر رہے ہیں کہ جب ہم مدینہ پر قبضہ کرینگے تو روضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو منہدم کر دینگے - حاشا کوئی مسلمان ہرگز ایسا نہ کریگا - اگر کوئی ایسا کرے تو مَیں اُس کی حفاظت میں اپنی جان اولاد مال قربان کر دونگا - مَیں اللہ کے حرم مکہ اور رسول کے حرم مدینہ میں کوئی فرق نہیں کرتا ہوں - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو حرم بنایا جس طرح سیدنا ابراہیم

علیہ السلام نے مکہ کو حرم کیا - میری اللہ سے دعا ہے کہ اس کام کی توفیق دے جس سے
وہ راضی ہو۔" ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ (مہر سلطان)

اس اعلان پر عمل

سلطان نجد ایک مذہبی آدمی ہے اس لئے اُسکا وعدہ یورپین فیشن کا نہیں بلکہ اسلامی طریق پر واجب العمل ہے چنانچہ احترام مدینہ طیبہ کے متعلق وعدہ سلطانی کا یہ انجام ہوا جو سلطانی اخبار اُمّ القریٰ کے حوالہ سے معزز اخبار الجمعیۃ دہلی سے درج ذیل ہے :-

"اسی ہفتہ کی ڈاک سے ہمارے پاس ام القریٰ کا جو پرچہ پہنچا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن سعود نے مزید احتیاط کے لئے نجد کے ایک مشہور عالم شیخ عمر بن سلیم کو مدینہ منورہ بھیجدیا ہے تاکہ وہ شرعی حیثیت سے محاصر فوج کی نگرانی کریں اور دَورانِ جنگ میں کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہ کرنے دیں جو حرمت مدینہ کے منافی ہو۔ اس کے ساتھ ایک فرمان بھی فوج کے نام بھیجا ہے جس میں خدا کا واسطہ دیکر اُسے حکم دیا ہے کہ حدود حرم میں دشمنوں کے خلاف کوئی جنگی کارروائی نہ کریں - ام القریٰ کا بیان ہے کہ نجدی فوج کو سلطان کے اِن پے در پے تاکیدی احکام سے بہت کافی نقصان اٹھانا پڑا ہے چنانچہ وہ ایک مرتبہ کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ "جب نجدی فوج نے سلطانی احکام کے مطابق ہر قسم کی جنگی کارروائیوں کو بند کر دیا تو مدینہ کی محصور فوج کو یہ گمان ہوا کہ اب شاید نجدیوں کی ہمتیں پست ہو گئی ہیں اور یہ سوچکر اُنہوں نے عین نماز فجر کے وقت ہمارے کیمپ پر حملہ کر دیا - اوّل اوّل تو اس اچانک حملہ سے ہماری فوج میں سخت انتشار پیدا ہو گیا اور وہ دو حصّوں میں تقسیم ہو گئی - مگر بعد میں اُس نے اپنی قوت کو مجتمع کر کے ان پر جوابی حملہ کر دیا - اور اُنہیں مارتی ہوئی مدینہ کے قریب تک پہنچ گئی - لیکن عین شہر کے سامنے جب فتح کے دروازے بالکل کھلے ہوئے تھے دفعۃً شیخ عمر بن سلیم نے فوج کو للکارا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا! سلطان کی نافرمانی تمہیں شدید سزا کا مستوجب بنا دیگی! آخر مجبوراً ہماری فوج کو رک جانا پڑا اور مدینہ کی فتح مکمل ہوتے ہوتے رہگئی۔"[1]

اِن نقصانات سے ابن سعود کی فوج میں جیسی کچھ بد دلی پھیل رہی ہوگی اسکا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے لیکن وہ عالی ظرف انسان احترام مدینۃ الرسول کی خاطر نہ صرف ان تمام باتوں کو برداشت

[1] اس کے بعد ۵ دسمبر ۱۹۲۵ء کو مدینہ شریف [illegible] داخل ہو کر جاروب کشی کر رہی ہے۔ (مصنف)

کررہا ہے، بلکہ دنیائے اسلام کو مطمئن کرنے کے لئے اپنی فوج کو تاکید کررہا ہی کہ وہ ذلیل محکوم ہندوستانیوں کی نمائندوں کی نگرانی[1] وہدایت پر عمل کرے حالانکہ کوئی خوددار بادشاہ اپنی فوج کے لئے اس ذلّت کو پسند نہیں کرسکتا۔

ہم حیران ہیں کہ سلطان نجد کی دینداری واسلام پرستی کے ایسے بین شواہد کی موجودگی میں ہمارے "شریفی" یا "خدام الحرمین" دوست آخر کب تک اپنی پالیسی پر ہٹ دہرمی کے ساتھ قائم رہینگے؟" (الجمعیۃ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۵ء صہ۲ کالم ۲)

خدام الحرمین کے ممبرو! سلطان نجد اسلام کو مخاطب کرکے کہہ سکتا ہے؟

مجھ سا مشتاق جہاں میں کہیں پاؤگے نہیں +
گرچہ ڈھونڈوگے چراغِ رُخِ زیبا لیکر

نجدیوں کے اخلاق

عام طور پر جو مشہور کیا جاتا ھی اُس سی یہی سمجھا جاتا ھے کہ نجدی لوگ شائد انسان نہیں۔ بلکہ جنّوں بھُوتوں کی قوم ہیں اس لئے ضرورت ہے۔کہ اہل نجد کے اخلاق بھی بتائی جائیں حال میں ایک کتاب "تاریخ نجد" مطبوعہ بغداد آئی ھے اُس میں نجدیوں کے اخلاق کا ذکر ان لفظوں میں ملتا ھے:۔

"**اخلاق اهل نجد** هی اخلاق العرب المحمودة وهی الوفاء والغیرة وصیانة العرض ومحاماة الدخیل وصدق اللهجة والشجاعة والفروسیة ومراعاة الحقوق والعهود والذكاء المفرط والحلم وسرعة الانتقال وحسن الخلق والخلق (تاریخ نجد مصنفه علامه آلوسی صـ۳۹)	"عرب کے اچھے اخلاق سب نجدیوں میں ہیں۔یعنی وفا۔غیرت۔حفاظت عزت۔آئے مہمان کی حمائت۔سچائی کلام۔بہادری۔سواری۔حقوق اور وعدے کا لحاظ۔بڑی ذہانت۔حلم۔سرعت فہم خوبصورتی اور حسن خُلق وغیرہ "

ان اخلاق کیوجہ سی نجدیوں کو مخاطب کرکی ہم کہہ سکتی ہیں کہ

[1] سلطان ابن سعود نے فوج کو حکم دے رکھا ہے کہ ہندی وفد کی نگرانی میں کام کرنا۔ یہ اس طرف اشارہ ہے (مصنف)

سہ۔ دانشمند ہو + لقہ ... تم ہو + تمت

ہفتہ وار اخبار

اہلحدیث

امرتسر

یہ اخبار کیا ہے؟ مجمع البحرین ہے یعنی دین و دنیا کا مجموعہ ۱۸×۲۲ تقطیع کے ۲۰ بڑے صفحوں پر ہر جمعہ کے دن ہفتہ وار امرتسر سے شائع ہوتا ہے جسمیں مضامین مذہبی اخلاقی مسائل۔ فتاوی اور مخالفین کی اعتراضات کے جوابات وغیرہ درج ہوتے ہیں۔ ایک دو صفحوں پر دنیا بھر کی چیدہ چیدہ خبریں بھی درج ہوتی ہیں سیاسی اور ملکی مضامین بھی ہر پرچہ میں لکھے جاتے ہیں۔ غرض یہ اخبار توحید و سنت کا حامی اور شرک و بدعت کا دشمن مخالفین کے سامنے ڈھال کا کام دینے والا اور دنیا کی چیدہ چیدہ خبریں بتلانیوالا ہے۔ قیمت سالانہ مبلغ پانچ روپے (صہ)۔

پتہ:۔ مینجر اخبار اہل حدیث امرتسر